ڈاکٹر محمد قاسم
استاد شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرف دار نہیں
Vox Angelica-----ایک تجزیہ

Dr.Muhammad Qasim
Lecturer, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad

We Understsndthe Poetry But Not Dominant By Ghalib

This article is an analytic study of “Vox Angelica" by Shaukat Jamil. This is the English translation of Mirza Ghalib's Urdu Diwan. Vox Angelica was published by Naya Zamana publications in 2010. This is not a Faithful translation of Ghalib's poetry becouse the translator has no serious relation with Ghalib's poetry and thought. On the pages of Vox Angelica, It can be seen that the translator doesnot have comprehention about the words, phrases and diction of Ghalib. There are also mistakes in reading Ghalibs text. These textual blunders have made the translator to a traitor.

Key Words: *Translation, English, Diwan.e.ghalib, vox Angelica, Shaukat Jamil, Lahore, Naya Zamana.*

Vox Angelica کلام غالب کا ایک ایسا مکمل ترجمہ ہے، جس میں متداول دیوان غالب کے ساتھ ساتھ ضمیمہ کے تمام اشعار بھی ترجمہ کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں قصائد، قطعات، سلام، مرثیہ، رباعیات، مثنوی اور متفرق اشعار کی ترجمانی کی سعی بھی گئی ہے۔ یوں یہ ترجمانی یوسف حسین خاں، سرفراز نیازی اور ثروت رحمان وغیرہم سے بہ قدر کمیت فزوں تر ہوگئی ہے۔ Vox Angelica کے مترجم جناب شوکت جمیل ہیں، جو پیشے کے اعتبار سے انجینئر ہیں۔ غالب کے کلام کا یہ ترجمہ ان کے شوق کی مزدوری کے سوا کچھ بھی تو نہیں۔ اس کا پیش لفظ جناب مترجم کی ہم شیرہ نے لکھا ہے جو کسی کالج سے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہیں۔ یہاں شوکت جمیل کے اوصاف اور صلاحیتوں کا مذکور ہے۔ اس پیش لفظ میں تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ محترمہ نے مترجم کو Translator لکھنے کے بجائے Author کے لفظ سے موسوم فرمایا ہے۔ جب کہ اس کتاب کے ایک صفحے پر اہل علم و دانش کے بجائے سابق چیف سیکرٹری بلوچستان، سابق چیف انجینئر بلوچستان اور دیگر کے توصیف بھرے تاثرات جو فی الاصل تقریظیں ہیں، درج کیے گئے ہیں۔ Vox Angelica پہلی مرتبہ نیازمانہ پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ اس ترجمے کے معیار کے ضمن میں کچھ مثالیں پیش ہیں کہ مترجم نے کلام غالب کی نمائندگی کس طور اور کس سطح پر کی ہے:

دوست دار دشمن ہے اعتماد دل معلوم
آہ بے اثر دیکھی نالہ نارسا پایا[(۱)]

Is friendly to foe so faith in heart lost,
Saw sigh ineffectual, wail found not getting through.[(2)]

غنچہ پھر لگا کھلنے آج ہم نے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا[(۳)]

Knop again strated peeping, today, our heart we,
Saw saveged, found, lost (since).[(3)]

لفظی ترجمہ ہونے کے باوجود پہلے شعر کو مکمل لفظی ترجمہ نہیں کیا بلکہ مفہوم کی نمائندگی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہاں غالب کے کلام کی نمائندگی ہو رہی ہے اور مفہوم قاری کے لیے قابل رسا ہے۔ دوسرے شعر کے ترجمہ میں غنچہ کھلنے کے عمل کو peeping کے لفظ سے اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ البتہ 'خوں کیا ہوا' کی نمائندگی savaged نہیں ہو پائی۔ کیونکہ اس کے معانی وحشت کے ہیں۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بدمزہ نہ ہوا[(۵)]

How honeyed thy lips are! that the rival,
On getting verbals, was soured, not.[(6)]

اس شعر کا ترجمہ پہلے دونوں اشعار کے تراجم سے بہت بہتر ہے اور اس کی وجہ متن کی رعایت سے لفظ کا انتخاب ہے۔ لبوں کی شیرینی کے لیے بجائے sweet انتخاب کرنے کے 'honeyed' کا برتنا نہایت موزوں ہے اور اسی موزونیت کے باعث ترجمے میں خوبی پیدا ہوئی ہے۔ بدمزہ کے لیے 'soured' کا لفظ بھی دیدنی ہے۔

پوچھ مت وجہ سیہ مستی ارباب چمن
سایہ تاک میں ہوتی ہے، ہوا، موج شراب[(۷)]

Ask not about the reason for the high of plants and garden
Under the shade of grapevine the breeze is the wane of wine.[(8)]

اس شعر کا ترجمہ عمدگی سے کیا گیا ہے۔ ہوا کے لیے Breeze لفظ موزوں ہے۔ یہاں مترجم نے متن کی رعایت کو سمجھا ہے۔ غالب کی اس غزل میں برسات اور شراب کا تذکرہ بڑے خوب صورت پیرایوں میں نظم ہوا ہے۔ مترجم نے برسات کی کیفیات کو جانتے ہوئے ہی breeze کا لفظ برتا ہے۔ برسات میں درختوں کے پتوں کی سبزی میں ہلکی سی سیاہی بھی اسی ہوا کے طفیل ہے۔

چار موج اٹھتی ہیں طوفان طرف سے ہر سو
موج گل، موج شفق، موج صبا، موج شراب[(۹)]

From the tempest of gaiety, four waves take off in all direction,
Wave of bloom, wave of glooming, wave of zephyr and wave of wine.[(10)]

پہلے مصرع کا ترجمہ عمدہ ہے 'طوفان طرب' کے لیے 'Tempest of griety' موزوں ترجمہ ہے۔ متن کی شدت و تاثر ترجمہ کا حصہ بن سکی ہے۔ اسی طرح دوسرے مصرع کے ترجمہ میں چاروں امواج کے لیے wave کا اسی طرح برتنا جس طرح متن میں برتی گئی ہیں اس لیے بھی لازم تھا کہ 'طوفان طرب' کی شدت اپنی پوری شدت کے ساتھ جلوہ نما ہو سکے۔ مترجم نے متن کے مناسبات کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے۔

تیرے ہی جلوہ کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک
بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل (۱۱)

It's the misinformation about thy sight that till today,
One bloom follows another incontinently to blossom.(12)

اس ترجمے میں بے اختیاری کی کیفیت کے لیے incontinently کے الفاظ موزوں ہیں۔ جس بے اختیاری اور وفور شوق تذکرہ متن میں ہے، وہ ترجمہ میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ گل در قفائے گل کی ترجمانی بھی موثر انداز میں ہوئی ہے۔ البتہ ''دھوکا'' یہاں اشتباہ کے معانی میں ہے، اس کو misinformation نہیں کہا جا سکتا۔

جناب شوکت جمیل نے بہت سے مقامات پر ترجمے کرتے ہوئے متن میں توسیع کر دی ہے اور کہیں کہیں 'تشبیہ اضافی' سے بھی کام لیا ہے۔ تخیل کی اس کار فرمائی کے باعث اکثر مقامات پر جہاں متن میں تحریف ہوئی ہے، وہیں مضحک صورت بھی پیدا ہو گئی ہے۔۔

بسکہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش زیر پا
موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا (۱۳)

Even in durance, Ghalib! Am like cat on hot bricks,
(A la) hair shown fire is the bight of my chain.(14)

مترجم نے یہاں 'تشبیہ اضافی' سے کام لیتے ہوئے غالب کو بلی کی طرح گرم اینٹوں پر چلتے ہوئے دکھا دیا ہے۔ ''معجزہ فن'' کی اس نمود سے متن کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ غالب نے اسیری و زنداں کی مناسبت سے جو تصویر پیش کی ہے، مترجم نے اس کو برطرف کرتے ہوئے ایک نئی تصویر پیدا کی ہے۔ جس میں شاعر کو 'تشبیہ اضافی' کے زور سے بلی کے جیسا بنا دیا گیا ہے۔ ''معجزہ فن'' کی اس نمود کو کیا نام دیا جائے اور کس طور بیان کیا جائے؟ ایسا ''پر مغز'' مرقع پیش کرنے کے بجائے اس شعر کا ترجمہ نہ کیا جاتا، تو غالب پر احسان عظیم ہوتا۔ جناب شوکت جمیل نے مقطعے کا لحاظ بھی نہیں رکھا۔ کہاں غالب کا اسیری میں آتش زیر پا ہونا اور کہاں بلی کا گرم اینٹوں پر خرام غالب کے شعر میں جو منظر پیش کیا گیا ہے وہ ترجمہ کی گرفت میں آتے آتے ایسا لاجواب ہوا کہ صاحب کلام انسانی شبیہ کھو کر ایک جانور جون میں مبدل بہ دم شوکت ہوا۔ غالب کی امیجری میں زنداں کا محل ہے جو اسیری کا باعث ہے جب کہ اینٹوں پہ محو خرام دکھانے سے نہ صرف یہ کہ منظر بدل جاتا ہے بلکہ اسیری کے تمام متعلقات بھی فراموش ہو کر رہ جاتے ہیں اور یوں شعر کا بنیادی تصور ہی باطل ہو جاتا ہے۔

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشہ بساط
دامان باغباں و کف گل فروش ہے (۱۵)

At night every corner of carpet looked,
Lap of gardener of the sleeve of flower-girl.[16]

"کف گل فروش" جانے کس طور 'لڑکی کی آستیں' میں تبدیل ہو گیا؟ ترجمہ کی پہلی غلطی یہ ہے کہ غالب نے گل فروش کے ہاتھ کا ذکر کیا ہے جسے مترجم موصوف نے آستین بنادیا ہے اور کمال یہ کر دکھایا ہے کہ گل فروش کو لڑکی کی صورت عطا کر دی ہے۔ غالب کے مرقعے میں جو محفل پیش کی گئی اس کا ہر گوشہ گلستاں ہے، جب کہ ترجمہ شدہ مرقع میں گوشہ گلستاں کے ساتھ ساتھ لڑکی کا اضافہ بھی ہو گیا ہے۔

درج کی گئی مثالوں میں جہاں تحریف و اضافہ کی کار فرمائی ہے وہاں مترجم موصوف کے 'پرواز تخیل' کے باعث نئی شکلیں نرالی صورتیں' ایجاد ہوئی ہیں۔ اور اس تمام صورت حال کے باعث متن غالب مجروح ہو کے رہ گیا ہے۔ غالب کے اس کامل ترین ترجمے میں بے شمار ایسے مقامات ہیں، جہاں متن سے وابستہ رعایات و مناسبات کا ادراک نہ کرتے ہوئے ترجمے کو 'غلط محض' کی صورت عطا کر دی گئی ہے۔ ایسے مقامات پر مترجم کلام غالب کو سمجھنے سے مکمل طور پر عاجز ہیں۔ اور یہ عجز ترجمہ کی صورت میں محفوظ ہو گیا ہے:

قید ہستی سے رہائی معلوم
اشک کو بے سروپا باندھتے ہیں [۱۷]

Freedom from durance of existance is no go,
Tears are made use of unduly.[18]

غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں [۱۹]

Ask not of solecism in text,
People make use of yammer as means.[20]

پہلے شعر میں اشک کی بے سروپائی اور دوسرے شعر میں مضمون کی غلطی کو نہیں سمجھا گیا۔ ان دونوں اشعار میں غالب نے شعرا کا تذکرہ کیا ہے اور اس مناسبت سے اشک کی بے سروپائی کے باوجود، شاعر ان کو اپنے رسن خیال میں باندھ لیتے ہیں۔ تو قید ہستی سے کس طرح چھٹکارا ممکن ہے؟ یعنی جب اس کی رہائی ناممکن ہے تو ہستی سے رہائی کیسے ممکن ہے؟ 'اشک کی بے سروپائی' کا ترجمہ لغو ہے۔ اس سے کس طور معانی اخذ ہو سکتے ہیں؟ دوسرے ترجمہ میں 'مضمون' شعر کی غلطی کو 'متن شعر' کی غلطی بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ دونوں صورتوں میں مفہوم ساقط ہو گیا ہے۔ جو بات غالب نے کی ہے ترجمہ کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

ایک جا حرف وفا لکھا تھا وہ بھی مٹ گیا
ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے [۲۱]

At one place was written word fidelity which too, is erased,
Seemingly, of low grade, the paper of your epistle is.[22]

حالی نے اس شعر کے حوالے سے یادگار غالب میں لکھا ہے:

"غلط بردار اس کاغذ کو کہتے ہیں جس پر سے حرف بآسانی کزلک وغیرہ سے اڑ سکے اور کاغذ پر اس کانشان باقی نہ رہے۔ مگر یہاں ازراہ ظرافت غلط بردار کے یہ معنی لیے ہیں جس پر سے حرف غلط خود بخود اڑ جائے۔"(۲۳)

کاغذ بردار اور 'غلط بردار' کے مفہوم ومناسبات سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی اس کو 'low grade paper' ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ 'غلط بردار' کی صفت منہا کر کے کاغذ میں 'گھٹیا پن' کی صفت پیدا کر دی گئی ہے۔ غالب نے محبوب کے حرف وفا کا تمسخر اڑاتے ہوئے 'غلط بردار' کی ترکیب اختراع کی ہے۔ غلط بردار وہ کاغذ ہے جس پر لکھنے کے بعد بھی حرف باآسانی مٹائے جاسکتے ہیں۔ یہ مفہوم خلط کر کے کاغذ ہی کو مترجم نے گھٹیا بنا کر پیش کر دیا ہے۔

فنا تعلیم درس بے خودی ہوں اسی زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر(۲۴)

Am sunk in learning lesson of lethe since the time,
When Majnun used to write Alphabets on the walls of Kindergarten.(25)

لیتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز
لیکن یہی کہ رفت گیا اور بود تھا(۲۶)

I still take lessons in the school of heartache,
But only upto A for apple and B for boy.(27)

لام، الف سے مراد لا یعنی حرف نفی ہے اور غالب نے اس کی نسبت سے مصرع اولیٰ میں فنا اور بے خودی سے قائم کی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ غالب نے مجنوں سے لام۔ الف کے الفاظ ہی کیوں لکھوائے ہیں؟ ابجد بھی تو لکھوائے جاسکتے تھے؟ حرف نفی جو دلیل فنا بھی ہے، کو فراموش کر دینے سے ہی مترجم موصوف نے اپنے ترجمہ میں مجنوں سے alphabets لکھوائے ہیں۔ ابجد لکھوانے کے باعث مفہوم متن ساقط ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں بے خودی کا ترجمہ بھی نادرست ہے اور اگر مصرع ثانی کا منظر نامہ نگاہ میں ہو تو بھی مجنوں سے محض ابجد نہیں لکھوائے جاسکتے۔ یہ منظر ل، الف کا ہے۔

دوسرے شعر کے ترجمے میں رفت وبود کے الفاظ بھی مترجم سے بار توجہ نہ پاسکے اور پورے مصرعے کو A for apple and B for boy کہنا دلیل کم نظری ہے۔ ان الفاظ کو متن سے کیا تعلق ہے؟ اور ان کی معنویت کیا ہے؟ ماضی کے صیغوں سے مراد محض نو آموزی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ آزادی وعیش بھی ہے جو مکتب میں آنے پر سلب ہو گئی ہے۔ ماضی کی تکرار کو مترجم مکمل طور پر فراموش کر گئے اور یوں یہ ترجمہ لغو ہو گیا۔

جناب شوکت جمیل سے قرأت متن میں متعدد مقامات سہو ہوئے ہیں اور ان کی نوعیت ایسی ہے کہ شعر کا مفہوم لغو ہو کے رہ گیا ہے۔ اس طرح کی فاحش لغزشوں سے یہ بات الم نشرح ہو جاتی ہے کہ مترجم کو غالب اور متن وکلام غالب سے کس قدر اور کیسی نسبت ہے؟ یہ اغلاط جہاں مترجم کی "صلاحیت وبصیرت" کے منہ بولتے مرقعے ہیں وہیں سخن سنجی اور غالب فہمی پر بھی سوالیہ نشان بھی ہیں۔ اب جو مثالیں پیش ہیں ان کا متن Vox Angica میں اسی صورت میں ہے جس طرح نیچے درج کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب مترجم کے پیش نظر کلام غالب کا کوئی بھی مستند نسخہ نہیں رہا۔

خدا معلوم انھوں نے کہاں سے کلام غالب نقل کیا اور اسے ترجمہ کر ڈالا۔ اگر یہ سہو کاتب تھی تو اسے ملحوظ رکھے بغیر ہی درج کیا گیا جو بہر حال افسوس ناک ہے۔

جس قدر روح "بناتی" ہے جگر تشنہ ناز
دے ہے تسکیں بہ دم آب بقا، موج شراب

To the extent soul makes the liver thirsty for Airs and graces,
Solaces commensurately a la draught of elixir of life, the wave of wine.(28)

جس قدر روح نباتی ہے جگر تشنہ ناز
دے ہے تسکیں بہ دم آب بقا، موج شراب (۲۹)

اس پوری غزل میں غالب نے بہار، برسات اور شراب کا ذکر بہت خوب صورت انداز میں پیرائے بدل بدل کے کیا ہے۔ اور اسی ضمن میں غالب نے روح نباتی یعنی نباتات پر بہار و برسات کے اثرات کا ذکر کیا ہے۔ جسے مترجم نے 'روح بناتی soul makes' سمجھ لیا ہے۔ جب متن کی تعبیر ہی غلط ہو گی تو ترجمہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ غالب نے 'روح نباتی' کے 'جگر تشنہ ناز' کی بات کی ہے مترجم نے یہاں محض 'جگر' کو پیاسا دکھایا ہے۔ اس "کمال فن" کے باعث متن بھی لغو ہے اور اس کا ترجمہ اسی سے دو قدم آگے ہے۔ سوچنے کا محل ہے کہ روح، جگر کو تشنہ ناز کیسے کر سکتی ہے اس پوری غزل کے مناسبات اگر مترجم سے بار توجہ پا سکتے تو شاید ایسی فاحش غلطی نہ ہوتی۔

دیکھو اے ساکنان خطہ "پاک"
اس کو کہتے ہیں عالم آرائی

Behold! the denizens of pious region,
This is what is termed the, the ornamentation of the world.(30)

دیکھو اے ساکنان خطہ خاک
اس کو کہتے ہیں عالم آرائی (۳۱)

"سبزۂ گل" کو دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہے بینائی

(To capacitate it) to have sight of the green of bloom
The eye of narcissus has been endowed with sight.(32)

سبزۂ و گل کو دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہے بینائی (۳۳)

غالب کی یہ غزل جو ایک مکمل نظم کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں بہار اور اس کی جلوہ آرائی کا تذکرہ نظم ہوا ہے، مترجم اسے سمجھنے سے کاملاً قاصر رہے ہیں۔ بہار کی عالم آرائی کے باعث زمین خوب صورتی اور جلوہ آرائی میں آسماں کے مقابل آگئی ہے۔ مترجم نے یہاں بھی بہت بری ٹھوکر کھائی ہے اور خطہ خاک کو اپنے "زور تخیل" کے باعث "خطہ پاک" یعنی pious region تصور کر لیا ہے۔ ترجمہ میں یہ الفاظ آنے پر دیکھا جا سکتا ہے کہ تفہیم غالب کی کیسی نمائندگی ہو رہی ہے؟

دوسرے شعر میں 'سبزہ و گل' کی ترکیب کو بھی سمجھنے سے محروم رہے ہیں اور اس کو "سبزہ گل" بنادیا ہے۔ "سبزہ گل" تو لغو محض کے سوا کچھ نہیں۔ گل سے تو رنگ اور سرخی کی مناسبت قائم ہوتی ہے، بجائے اس کا لحاظ کرنے کے گل کو خلعت سبز عطا کر دی ہے۔ مترجم موصوف اگر اس غزل مسلسل کے موضوع پر کچھ غور فرمالیتے تو شاید صورت حال کچھ اور ہوتی۔

دیدارِ بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست
بزم خیال مے کدہ بے خروش ہے (۳۴)

The vision of goblet, stiff upper lip of cupbeaser and far-gone eye
The fantasy is a Tavem free from brouhaha. (35)

غالب نے اس شعر میں "بزم خیال میکدہ" اور عام میکدے کا تقابل کرتے ہوئے پہلے مصرع میں دیدار کو بادہ، حوصلہ کو ساقی اور نگاہ کو مست بتایا ہے۔ یعنی بزم خیال میں دیدار، بادہ کا، حوصلہ ساقی گری کا کام کرتا ہے اور نگاہ مست رہتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہاں شور و شر کی کیفیت نہیں ہوتی۔ لیکن مترجم اس مفہوم تک کس طور رسائی پاتے۔ انھوں نے دیدار کو دیدارِ بادہ، حوصلہ کو 'حوصلۂ ساقی' اور نگاہ کو 'نگاہِ مست' بنادیا ہے۔ اس "ذہانت خداداد" و "مذاق سخن" کے باعث ترجمہ میں بھی 'دیدار بادہ'، 'The vision of goblet'۔ الخ۔ برت کے مفہوم و متن دونوں کو خلط کر دیا ہے اور ساتھ ہی اپنے قامت کی درازی کا بھرم بھی کھول دیا ہے۔

پیش کردہ ان مثالوں سے بخوبی اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ جناب مترم کو متن غالب سے کتنا علاقہ ہے؟ اور ان کے " فہم و فراست" کے مرقعے بھی پوری شدت اور توانائی سے جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رہے اس "شوق" سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف بر طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی

We remained vexed with that spark, a mite ceremoniously
To talk turkey, that too, was a token of mania.(36)

رہے اس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف بر طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی (۳۷)

یہ پورا ترجمہ اغلاط کا دفتر ہے۔ پہلی فاحش غلطی تو 'شوخ' کو 'شوق' سمجھنا ہے۔ یعنی متن خوانی میں غلطی کے باعث شعر کی تمام فضا ہی تبدیل ہو گئی ہے۔ غالب نے محبوب کی بات کرتے ہوئے اس سے آزردگی کو بیان کیا ہے۔ جب کہ مترجم نے اس کو 'شوق' کے سمجھتے ہوئے spark ترجمہ کر دیا ہے۔ دوسری غلطی تکلف یعنی بناوٹ کو ceremoniously گمان کرنا ہے۔ اس کے معانی شائستگی کے ہیں۔ غالب نے تصنع / بناوٹ کی بات کی ہے جبکہ خود کلامی یعنی 'to talk turkey' کا نقشہ کہیں مذکور ہی نہیں ہے۔ مذکورہ شعر کے ترجمے میں اتنی اغلاط سمو دی گئی ہیں کہ ترجمہ 'شاہ کار' کے درجے پر فائز ہو گیا ہے۔

"جب ہم شاعری کا ترجمہ کرتے ہیں تو وزن و بحر، شعر کی ظاہری ہیئت، قافیہ، مختلف طرح کے بصری علامیے، روز مرہ اور محاورہ کے وہ حصے جو اصل زبان کے باہر بے معنی ہو جاتے ہیں۔ الفاظ کی شکل و بافت میں ان سب کو سب سے پہلے

قربان کر دینا پڑتا ہے۔۔ان میں سے کچھ قربانیاں لائق برداشت تو ہوتی ہیں لیکن چونکہ مندرجہ بالا تمام کی تمام چیزیں شعر کے معنی کا حصہ ہوتی ہیں اس لیے ہم جس حد تک انھیں ترک کرنے پر مجبور ہوں گے۔اس حد تک ہم اس شعر کے اندر موجود شاعری کو بھی ترک کرنے پر مجبور ہوں گے۔"(۳۸)

شمس الرحمن فاروقی کی اس رائے کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شوکت جمیل کی اس ترجمانی میں بہت کچھ قربان ہو گیا ہے اور بڑی حد تک غالب کی شاعری اور اس کے معانی ترک ہو کر رہ گئے ہیں۔

Vox angelica سے پیش کردہ محولہ مثالوں سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس ترجمے کی نوعیت کیا ہے؟ علاوہ ازیں مترجم نے بے شمار مقامات پر نزاکت معانی، ضمائر کے غلط استعمال، غیر موزوں و بے ربط الفاظ اور غلط لفظی ترجمے کے باعث غالب کے کلام کی شیرینی و رعنائی کو تو مجروح کیا ہے، ساتھ ہی مفہوم و معانی کا بھی خون کیا ہے۔ الفاظ کی نرمی و ملائمت اور ان کے برمحل استعمال سے مترجم لاعلم ہیں۔ کئی مقامات پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مترجم موصوف لغت سامنے رکھے مشکل و ثقیل الفاظ ترجمے میں بٹھاتے رہے ہیں، قطع نظر اس کے کہ ان لفظوں کو متن کی فضا سے کوئی نسبت بھی ہے یا نہیں۔

شعر فہمی میں سنگین و اغلاط کے علاوہ خوانی متن میں مترجم سے جو "کمالات" سرزد ہوئے ہیں وہ آپ اپنی مثال ہیں۔ غالب فہمی و غالب شناسی کے تناظر میں مترجم کی قلعی کھل گئی ہے۔ یہ ترجمہ اگرچہ ان کے شوق کی مزدوری ہے لیکن اس مزدوری میں تمام پتھر غالب کی طرف ہی آئے ہیں۔ مزدور کا کچھ نہیں بگڑا۔ بہتر ہوتا اگر وہ اس "مساعی جمیلہ" سے گریز کرتے، تو غالب و کلام غالب دونوں کی ارواح پر احسان عظیم ہوتا۔

کلام غالب کے مکمل ترجمے کے اس تفصیلی تجزیے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو پائی ہے کہ فکر و کلام غالب کا ترجمہ ایسا سہل نہیں ہے، جیسا کہ مترجم نے خیال کیا ہے۔ ایک زبان کی شاعری کا دوسری زبان کی لغت و محاورے میں ترجمہ کرنا ایک دشوار گزار عمل ہے۔ بالخصوص جب دونوں زبانوں میں کوئی قدر مشترک بھی نہ ہو۔ علاوہ ازیں کلاسیکی اردو غزل اپنے مزاج میں مخصوص مناسبات لفظی، علامات و اصطلاحات کا ایک پورا نظام رکھتی ہے۔ اس نظام کی اپنی دقتیں اور دشواریاں ہیں، جنھیں سمجھنا اور پھر ان پر تصرف ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ غالب کی غزل جو اپنی نہاد میں ایک طرف کلاسیکی شاعری کے تمام لوازمات کی ارفع ترین مثال ہے وہیں گنجینہ معنی کے طلسم، استعارہ، ابہام اور پرواز تخیل کے باعث معجزہ فن کا عظیم ترین شاہکار ہے۔ ایسی غزل کا انگریزی زبان میں ترجمہ غیر معمولی بصیرت کا تقاضا کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ غالب، اسد اللہ خاں: دیوان غالب نسخہ عرشی، مرتب امتیاز علی خان عرشی (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۲ء) ۱۶۲

2. Shaukat Jamil, Vox Angelica (Lahore: Nayazamana, 2010) 9.

۳۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۶۲

4. Jamil, Vox Angelica .10

۵۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی، ۱۹۳

6. Jamil, Vox Angelica.33

۷۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۱۹۴

8. Jamil, Vox Angelica.51

۹۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۱۹۴

10. Jamil, Vox Angelica.52

۱۱۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۲۱۵

12. Jamil, Vox Angelica.78

۱۳۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۱۶۰

14. Jamil, Vox Angelica.08

۱۵۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۱۵۹

16. Jamil, Vox Angelica.59

۱۷۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۲۲۲

18. Jamil, Vox Angelica.101

۱۹۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۲۲۲

20. Jamil, Vox Angelica.101

۲۱۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۲۷۰

22. Jamil, Vox Angelica.133

۲۳۔ حالی: یاد گار غالب، (نئی دلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۸۶ء)۱۵۵

۲۴۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۲۰۱

25. Jamil, Vox Angelica.63

۲۶۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۱۶۱

27. Jamil, Vox Angelica.09
28. Jamil, Vox Angelica.52

۲۹۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۱۹۴

30. Jamil, Vox Angelica.170

۳۱۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۳۳۷

32. Jamil, Vox Angelica.170

۳۳۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی،۳۳۷

۳۴۔ ایضاً،۳۰۳

35. Jamil, Vox Angelica.157
36. Ibid.125

۳۷۔ غالب: دیوان غالب نسخہ عرشی۲۵۶

۳۸۔ شمس الرحمن فاروقی، ”دریافت و بازیافت۔ ترجمے کا معاملہ“ مشمولہ تعبیر کی شرح (کراچی: بازیافت اکیڈمی، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۴۴۔

References in Roman Script

1. Ghalib, Asad Ullah Khan, Dewan Ghalib Nuskha Arshi, Mrtab Imtiaz Ali Khan Arshi (Lahore Majlis tarqai Adab, 1992) 162.
2. Shaukat Jamil, Vox Angelica (Lahore: Nayazamana, 2010) 9.
3. Ghalib: Dewan Ghalib Nuska Arshi, 162
4. Jamil, Vox Angelica .10
5. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 193
6. Jamil, Vox Angelica.33
7. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 194
8. Jamil, Vox Angelica.51
9. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 194
10. Jamil, Vox Angelica.52
11. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 215
12. Jamil, Vox Angelica.78
13. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 160
14. Jamil, Vox Angelica.08
15. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 159
16. Jamil, Vox Angelica.59
17. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 222
18. Jamil, Vox Angelica.101
19. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 222
20. Jamil, Vox Angelica.101
21. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 270
22. Jamil, Vox Angelica.133
23. Hali, Yad gare Ghalib, (New Delhi: Ghalib Institute, 1986) 155
24. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 201
25. Jamil, Vox Angelica.63
26. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 161
27. Jamil, Vox Angelica.09
28. Jamil, Vox Angelica.52
29. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 194
30. Jamil, Vox Angelica.170
31. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 337
32. Jamil, Vox Angelica.170
33. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 337
34. Ibid, 303
35. Jamil, Vox Angelica.157
36. Ibid.125
37. Ghalib: DewanGhalib Nuskha Arshi, 256
38. Shas ur Rehaman Farooqi, Daryaft w bazyaft, Tarjumy ka mamla, Mashmoola Tabeer ki sharah (Karachi, Bazyaft Academy, 2004), Page 144.